ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

ناول ”پوکے مان کی دنیا“ اور مابعد جدید صورتِ حال

*ڈاکٹر سید عون ساجد نقوی

اسسٹنٹ پروفیسر، وفاقی اردو یونیورسٹی، اسلام آباد

**ڈاکٹر مجاہد عباس

لیکچرر نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

Novel "Pokemon ki Dunia" is written by Musharraf Alam Zauqi. He is one of the famous post-modern fiction writers of India. This research intends to critically analize this novel through post-modern study especially referring to significant impact of Mass media and gloabalization on child's psyche. In this article, two of the aspects of post modern approach have been focused to examine the socially constructed behaviors and actions of children. The novel "Pokemon ki Duniya" artistically portrays the continuous changes in social lives, decenteralization of the centers of power and aimlessness and illusionary nature of life.

Key Words: Pokemon, Post Modernism, Musharraf Alam Zouqi, Fiction

”پوکے مان کی دنیا“ مشرف عالم ذوقی کا ایسا ناول ہے جو عہدِ حاضر کے بچوں کی نفسیاتی و سماجی صورتِ حال کو پیش کرتا ہے۔ موجودہ دور میں ٹیکنالوجی کے ذریعے وافر مقدار میں ملنے والی بے ہنگم معلومات بچوں کی نفسیات اور ان کے سماجی کردار پر گہرے اثرات مرتب کر رہی ہیں۔ انٹرنیٹ اور ویڈیو گیمز کے ذریعے بچوں کے ذہن میں ایسے رجحانات پیدا ہو رہے ہیں جن کے انسانی معاشروں پر دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔ اس آرٹیکل کا بنیادی مقصد ناول ”پوکے مان کی دنیا“ کا مابعد جدید تناظر سے مطالعہ کرنا ہے تاکہ ہر لحہ بدلتی سماجی و ثقافتی صورتِ حال میں زندگی گزارنے والے بچوں کی نفسیات اور ان کے تشکیل رویوں کے اسباب کو سمجھا جا سکے۔

اس ناول میں کہانی ایک جج (جوڈیشل مجسٹریٹ) سنیل کمار رائے کے تعارف سے شروع ہوتی ہے۔ جس کا مختصر سا خاندان ہے۔ اس کی بیوی اسنیہہ لتا رائے ہے۔ ایک بیٹا نتن ہے جو کمپیوٹر انجنیئرنگ کر رہا ہے اور ایک بیٹی ریا کالج میں پڑھتی ہے۔ یہ جج ایک کیس کی وجہ سے پریشان ہے وہ سمجھتا ہے اس کی پوری زندگی میں اس طرح کا کیس پہلے کبھی نہیں آیا۔

گھر میں ناشتے یا کھانے پر عام طور فیملی اکٹھی ہوتی ہے تو مکالموں سے واضح محسوس ہوتا ہے کہ نتن اور ریا اپنے والد جج کو پرانی دنیا کی پیداوار سمجھتے ہیں اور انہیں لگتا ہے کہ وہ نئے دور کے ان تمام ذرائع سے ناواقف ہیں جو آج کل کی نسل کو انٹرٹینمنٹ دے رہے ہیں۔ وہ دونوں اس بات کا تصور نہیں کر سکتے کہ مانچو، اسپائیڈر مین، ہیری پورٹر، پوکے مان اور سپر کمپیوٹر کے بغیر لوگ کس طرح زندگی جیا کرتے تھے۔ لہذا وہ اپنے ماں باپ سے ایک جنریشن گیپ کو محسوس کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ اپنے باپ کے اس کمرے کو جہاں قانون کی کتابیں ہر طرف بکھری پڑی ہیں لاک اپ کا نام دیتے ہیں۔ دوسری طرف ان کا باپ (جج) یہ سمجھتا ہے کہ ہم Reality میں رہتے تھے اور میرے بچے Fantasy میں زندگی گزار رہے ہیں۔

جج کئی دنوں سے بہت کھویا ہوا ہوتا ہے کیونکہ اس کے پاس ایک ایسے بچے روی کنچن کا کیس ہے جس کی عمر صرف ۱۲ سال ہے۔ روی کنچن پر الزام ہوتا ہے کہ اس نے اپنی ایک ہم عمر بچی سونالی کے ساتھ جنسی زبردستی کی ہے۔ جج پر بہت معاشرتی اور سیاسی دباؤ ہوتا ہے کہ وہ فوراً اس بچے کے خلاف فیصلہ دے دے۔ جبکہ جج کم عمر بچے کے نفسیاتی اور سماجی عوامل سے آگاہ ہونا چاہتا ہے۔ اس لیے اس کیس کے فیصلے میں تاخیر ہونے لگتی ہے۔ اس دوران جج کے سامنے اس کے اپنے بچوں کے حوالے سے کئی ایک ایسے مشاہدات آتے ہیں کہ وہ حیران ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اس کی بیٹی ریا اپنے ایک دوست ویلسی کو گھر لے آتی ہے اور وہ اس کے کمرے میں ہی شب و روز گزارتا ہے اور وہ دونوں موسیقی اور آرٹ پر کام کرتے کرتے ایک دوسرے سے جنسی تعلق قائم کر لیتے ہیں۔ دوسری طرف اس کا بیٹا بیرونِ ملک پڑھنے کے لیے جاتا ہے تو وہیں سے ایک خط لکھ دیتا ہے کہ وہ کسی غیر ملکی لڑکی سے شادی کر چکا ہے۔ جج اس سارے دباؤ میں ان عوامل تک جانا چاہتا ہے جن کے سبب روی کنچن اور نئی نسل وقت سے قبل ایسے رجحانات میں پھنس چکی ہے۔

جج کوٹھڑی میں جا کر روی کنچن سے ملتا ہے۔ جو پولیس کے رویے سے کافی نالاں ہوتا ہے۔ جج کئی ملاقاتوں میں آہستہ آہستہ اس کے ساتھ دوستی کر لیتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف سونالی کا خاندان سیاسی و سماجی دباؤ کی انتہائی صورت میں جلد از جلد فیصلے کا منتظر ہوتا ہے۔ جس کے لیے وہ کئی سیاسی جماعتوں اور انسانی حقوق کی تنظیموں سے بھی بات کرتا ہے اور آخر کار وہاں کے ایک بڑے سیاسی کی طرف سے جج کے نام بلاوہ آ جاتا ہے کہ فوری طور پر بچے کے خلاف فیصلہ دے کر ہمارے سیاسی ووٹوں کو بچا دیا جائے ورنہ ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ جج واپس آ کر بھی اپنی تحقیق میں منہمک ہو جاتا ہے۔

ایک طرف عدالتی کاروائیوں میں پبلک پروزیکیوٹر جج کو اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ پائریسی، سائبر کرائمز، ہیکنگ، پورنوگرافی جس کی ۶۰ ہزار ویب سائٹس اس وقت دنیا میں دیکھی جا رہی ہیں اور سائبر اسٹاکنگ کے ذریعے بچے جنس اور تشدد کے مسائل میں قتل تک کر سکتے ہیں۔ تو دوسری طرف میڈیا پر اس معاملے کو زور و شور سے اٹھایا جا رہا ہے۔ بچوں پر فلمیں چل رہی ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عدالتی تاریخ کا سب سے اہم مقدمہ سنا جا رہا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

جج روی کنچن سے ملتا ہے اور اس کے معمولات کی فہرست مرتب کرتا رہتا ہے۔ وہ ایک بات پر حیران ہو جاتا ہے کہ وہ بچہ "پوکے مان" کے پورے دو ہزار کارڈز سے ایک گیم کھیلتا ہے۔ جج متجسس ہو کر اس سے پوچھتا ہے تو پھر مابعد جدید دنیا کا ذہن اس نئی دنیا کی سب تہیں اور پرتیں کھولتا چلا جاتا ہے۔ وہ جج سے کہتا ہے کہ تم جانتے ہو پوکے مان کیا ہے؟ یہ جاپانی کمپنی Nintedo کے کارٹونز اور ہمارے کھلونے ہیں۔ پھر وہ کہنے لگا انکل یہ کھلونے نہیں ہیں یہ رئیل ہیں۔ اس نے اپنے دو ہزار کارڈز کمرے میں بکھیر دیے۔ وہ انہیں اپنا دوست سمجھتا تھا۔ اس نے جج سے ان کارڈز کے پوکے مانوں کا تعارف کروایا جن میں mankey,Wiggly Taff, Meowth, Charizard,Mrowak, Rattata, Krabby, light Machoke,Scratch, Kadabra,Drowzee, Blastoise, Squirtle,Wortortle, Jiggly Puf, وغیرہ شامل تھے۔ اس نے جج کو بتایا کہ یہ مانسٹرز ہیں۔ یہ حملہ کر سکتے ہیں، دشمنوں کو ناخن سے کھرونچ سکتے ہیں، یہ دوسروں پر سحر طاری کر سکتے ہیں، انہیں سلا سکتے ہیں، جب وہ سو جائیں تو یہ ان کے چہروں پر سکیچز بنا سکتے ہیں، یہ کسی سے ڈرتے نہیں، ان میں سے کچھ انسانوں کی زبان میں بات کر سکتے ہیں، کچھ منہ سے آگ پھینک سکتے ہیں، ڈریگن ہیں، کچھ اپنی ہڈیوں سے سب پر حملے کرتے ہیں، اور ہڈیاں ان کے جسم میں گھسا دیتے ہیں، کچھ کاٹتے ہیں، کچھ ڈنک مارتے ہیں۔ وہ بتائے جا رہا تھا کہ اژدہا درخت کے سائے میں سوتا ہے۔ چھ گھنٹوں تک مسلسل دشمن سے لڑ سکتا ہے، وہ پھیل کر کاڈا برا بن سکتا ہے۔ کچھ دنیا پر قبضہ کر سکتے ہیں، کچھ منہ سے بلبلے اور آگ نکال سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جج کی نظروں میں اب روی کنچن بھی ایک مانسٹر بن چکا تھا ایک پوکے مان بن چکا تھا وہ حیران تھا کہ جاپانی کمپنی نے ہوا، آگ، مٹی اور پانی کے انہی قدیم تصورات سے زمین سے آسمان تک دھواں ہی دھواں ہی بھر دیا تھا۔ وہ بچہ ہر پوکے مان کو اپنا دوست سمجھتا تھا اور وہ ان کے کرداروں کا مرقع بن چکا تھا۔ اور جج اس راز کو پا چکا تھا جسکی وجہ سے اس بچے نے ایک ایسا عمل کیا تھا جو کسی صورت معاشرتی سطح پر قبول نہیں کیا جا رہا تھا۔ جج اب دونوں دنیاؤں کے فرق کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ اور اب وہ لغات سے ناممکن کے لفظ کو ختم کر دینے کا قائل ہو چکا تھا۔

اگلی پیشی پر کیس کا فیصلہ ہونا تھا۔ میڈیا پر خبریں گردش میں تھیں۔ لوگوں کا ایک ہجوم عدالت میں امڈ آیا تھا۔ جج نے ایک طویل تمہید باندھی اور کہا کہ اس مقدمے میں کچھ اسپیشل نہیں ہے۔ جو خاص ہے وہ اس مقدمے سے باہر ہے اور وہ بہت عبرت ناک ہے۔ دنیا ہونے اور نہیں ہونے کے درمیان پھنس چکی ہے۔ Reality and Fantasy کے سنگم پر مبہوت ہو چکی ہے۔ وقت بیک وقت آگے اور پیچھے کی سمت میں بھی رواں دواں ہے۔ جینوم کے ذریعے انسان کی موت پر قابو پانے کی باتیں بھی ہیں اور پری ہسٹورک ڈائنو سارز کو باقیات سے وجود میں لانے کا واویلا بھی۔ اصول ٹوٹ رہے ہیں، قوانین تبدیل ہو رہے ہیں۔ کچھ بھی ناممکن نہیں دکھتا۔ بندر انسان پیدا کر سکتے ہیں، جہاز کی جگہ انسان اڑ سکتے ہیں، انسان مونسٹر بن سکتے ہیں، بارہ سالہ روی کنچن ریپ کر سکتا ہے، ہارمونس ڈس بیلنس ہو سکتے ہیں۔ اب بچوں کو ہتھیار چاہیے ہیں، کھلونے جن میں ایڈونچر ہو، ویڈیو گیمز جن میں آن کی آن میں دنیا میں تبدیل ہوتی دکھائی دینے لگے۔ اب تو الجبرا کی مساواتیں باقی نہیں ہیں، بدن کا الجبرا اور دماغ کا جغرافیہ سب بدل رہا ہے۔ دو بچے اپنے عہد کا کھیل اپنی مرضی سے کھیلتے ہیں اور معاشرہ اس پر ریپ کا الزام لگاتا ہے۔ روی نے بتایا تھا کہ سونالی نے اسے ترغیب دی ہے کیونکہ اس نے اپنے گھر میں ایک ایسی فلم دیکھی تھی۔ پس وہ روی سے اسی طرح کی فلم کا تقاضا کرتی تھی۔ روی بھی مونسٹر تھا۔ اس میں بھی حملے کرنے کی ساری خصوصیات پوکے مان کی دنیا سے آگئی تھیں۔ اس عہد کے بچے اب پوکے مان سے بریسلٹ تک کی دنیا میں آباد ہیں جنہیں وہ اپنا دوست محسوس کرتے ہیں۔ اپنی کلائی پر باندھ کر شکتی پاتے ہیں۔ انہیں پوکے مان کے ہزاروں کارڈز کے نمبر، وزن، لمبائی، صلاحیت اور ہارس پاور انگلیاں پر یاد ہیں یہ مونسٹر اب ان بچوں کے سر پر سوار ہیں۔ ایسی صورتِ حال میں یہ میرے بس میں نہیں ہے کہ میں بچے کو قصوروار ٹھہراؤں یا اسے سزا دوں۔ یہ تو فطرت خود ہی فیصلہ کرے گی جیسا کہ وہ ہمیشہ ایسے انہونے موقعوں پر کرتی آئی ہے۔ البتہ میں اس پیچیدہ ترین صورتِ حال میں روی کنچن کو بے قصور سمجھتا ہوں اور یہی میرا فیصلہ ہے۔ ساتھ ہی میں پورے ہوش و حواس سے ٹیکنالوجی، ملٹی نیشنل کمپنیوں، صارفیت کے نظاموں اور گلوبلائزیشن کو سزائے موت کا حکم سناتا ہوں۔

اس ناول کی کہانی میں متعدد صورتیں مابعد جدید صورتِ حال کی عکاسی کرتی ہیں۔ جنہیں ہم ترتیب سے یہاں بیان کرتے ہیں۔ پہلے یہ دیکھیے کہ انسانی معاشرے جدید سے مابعد جدید صورتِ حال میں داخل ہو رہے ہیں تو ان کی ترجیحات کیسے بدل رہی ہیں۔ ڈاکٹر اقبال آفاقی نے اپنی کتاب مابعد جدیدیت (فلسفہ و تاریخ کے تناظر میں) میں مابعد جدیدیت کے علمبردار اہاب حسن کا مرتب کردہ ایک جدول شائع کیا ہے جو اس فرق کو سمجھنے میں معاون ہو سکتا ہے۔

جدیدیت	مابعد جدیدیت
ہیئت (مربوط اور بند)	بے ہیئت (غیر مربوط اور کھلا)
مقصد	کھیل
منصوبہ بندی	اتفاق رائے
نظام مراتب	نراج
فن پارہ یا تخلیق	ڈاکومنٹری
موجودگی	غیر موجودگی
مرکزیت	عدم مرکزیت
صنف یا حد	متن یا بین المتن
بنیاد یا گہرائی	معلق یا سطحیت (۱)

اس جدول سے ظاہر ہوتا ہے کہ مابعد جدیدیت کسی ساخت اور ہیئت کی قائل نظر نہیں آتی۔ لہٰذا تاریخ اور سماج پر اس حوالے سے غور کیا جائے تو اب صورتِ حال ایسی نہیں کہ واقعات کے تسلسل کے ممکنہ نتائج دیکھے جا سکیں۔ کسی ضابطے یا اصول کے ساتھ یہ تغیراتِ زمانہ وقوع پذیر نہیں ہو رہے بلکہ ایک بے ہنگم انتشار ہے جو اس صورتِ حال میں نظر آتا ہے۔ اگر اس ناول کی کہانی میں دیکھا جائے تو یہی صورت نظر آتی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

ہے۔ مواصلاتی نظام کے ذریعے بچوں کے اذہان پر معلومات کی ایک بے ہنگم بمباری جاری ہے جو ان کے ایقانی اور اعتقادی نظام کو ہر لمحہ توڑ رہی ہے۔ اس طرح ہر لمحہ صرف بدلنے کی غرض سے ان کی زندگی کا حصہ بن رہا ہے اور ان کے اذہان اب اس نہج پر ترتیب پا رہے ہیں۔ روی کنچن کے پو کے مان کارٹونز جن کی تعداد 150 سے زائد ہے وہ کارڈز جن کی تعداد 2000 سے زائد ہے وہ اس کے ذہن کو ہر لمحہ نئی صورتِ حال سے جوڑ دیتی ہے جس سے وہ اس کے تخیلات کو مسلسل متغیر رکھتی ہے۔

جدیدیت میں باقاعدہ تعقل پسندی ملتی ہے۔ عقل اور استدلال جدیدیت کے بنیادی لوازمات میں شامل ہیں۔ تاہم مابعد جدیدیت عقل مرکزیت کو بھی قبول نہیں کرتی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ وہ کسی قسم کے مرکز کو قبول نہیں کرتی ہے، مرکز کی قبولیت اور ہئیت کی حدبندیوں سے شناخت قائم ہوتی ہے۔ مرکز کسی نظریے کو جنم دیتا اور مابعد جدیدیت اس کی قائل نظر نہیں آتی۔ وہ ہر ذرے یا ثقافتی تشکیل کو ایک خاص سطح پر برابر لے آتی ہے۔ وہاب اشرفی نے بھی اپنی کتاب مابعد جدیدیت۔ مضمرات و ممکنات میں اس طرف اشارہ کیا ہے:

" مابعد جدیدیت اکہری سچائیوں کو تسلیم نہیں کرتی اور زندگی کو چھوٹے چھوٹے خانوں میں بانٹ کر اس کے جلوے سے آشنا ہونا چاہتی ہے لیکن بنیادی ماورائی تصورات اس کی زد میں آجاتے ہیں۔"(۲)

اس ناول کے حوالے سے دیکھیں تو جج کی بیٹی ریا اپنے دوست ویلسی کو اپنے ساتھ اپنے بیڈ روم میں لے آتی ہے۔ وہ دونوں موسیقی سیکھتے سیکھتے جنسی تعلق قائم کر لیتے ہیں۔ کچھ دنوں بعد ویلسی اکتا جاتا ہے اور وہ کہیں اور جانے کا سوچتا ہے اور ریا کو لفظوں میں الجھاتا ہے۔ مگر وہ بھانپ جاتی ہے اور کہتی ہے کہ:

"شبدوں سے مت کھیلو۔۔ ہماری جنریشن Love جیسی چیزوں پر بھروسا نہیں رکھتی۔ یہاں سے جانا ہو یا مجھ سے دور رہنا ہو تو۔۔۔ پھیکے بوجھل شبدوں کا سہاروں مت لو۔۔ ہم دل پر کوئی بات نہیں لیتے، رکھتے بھی نہیں۔ ویلسی۔۔ یہ میرا سنگیت ہے۔۔ میرا اپنا۔۔ ریا کا سنگیت۔ تم جاؤ گے تو ایک دوسرا ویلسی آجائے گا۔ کیونکہ اصلیت یہ ہے کہ ہم بھی تھک چکے ہیں۔۔ صرف ایک بلیک ہول ہے جس میں ہم اپنا جسم ڈال دیتے ہیں۔۔۔۔

(ویلسی بولا) ریا یہ گھر میرا بھی نہیں ہے تمھارا بھی نہیں۔۔ ہم جبراً اس گھر میں مہمان ہیں کیونکہ ہم آئیڈیالوجی اور آئیڈینٹیٹی کرائسس کے مارے ہوئے ہیں۔ جس دن اس گھر سے اوب جائیں گے باہر نکل جائیں گے۔۔ آگے بڑھ کر دوبارہ اس نے اپنے ہونٹ کے انگارے اس کے سرد ہونٹوں پر رکھ دیے" (۳)

اس مثال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں کردار ریا اور ویلسی کسی قسم کی آئیڈیالوجی اور اس کی بنیادی پر شناخت کو ترجیح نہیں دیتے۔ ترجیح دینا ہی بنیادی طور پر ایک اقداری عمل ہے جس میں ایک شئے کو دوسری پر فوقیت دی جاتی ہے بلکہ وہ دونوں کردار (مرد اور عورت) ایک سی کیفیت کو محسوس کرتے ہیں اور انہیں فرق نہیں پڑتا کہ ایک کردار کی کمی وہ کسی نئے اور دوسرے کردار سے پوری کر لینے کے قائل ہیں۔ وہ دونوں ایک ہی سطح پر نظر آتے ہیں۔ ہندوستانی معاشرے میں مرد کی عورت پر فوقیت کا بیانیہ یہاں رد ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ ایک پورا معاشرتی اقداری اور نظریاتی ڈھانچہ بھی گرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ یہی صورت مابعد جدید تناظر رکھتی ہے جہاں ایک سطحیت قائم ہوتی ہے۔ غالب اور مغلوب ایک ہی سطح پر نظر آتے ہیں۔ اسی طرح خود جج کا کردار ہر رکاوٹ کو دور کرتا ہے۔ چاہے وہ اس کے گاؤں میں گزرے بچپن کی رکاوٹ ہو یا مالی مشکلات، حکومتی دباؤ ہو یا ریاستی اداروں کی طرف رکاوٹیں، وہ نئے ذہن کو، نئی دنیا کو، نئے تصورات کو سمجھنے میں دن رات منہمک رہتا ہے اور ایک ایسا فیصلہ دیتا ہے جو قوانین اور ضابطوں سے میل نہیں کھاتا اور وہ ساتھ اس عدالتی نظام پر عدم اعتماد کر کے استعفیٰ بھی دے دیتا ہے جس کا مطلب یقیناً معین اصولوں اور مطلق حقیقتوں کے خلاف ایک ردِ عمل ہے۔

مابعد جدید صورتِ حال کا اپنا بھی کوئی مرکز نہیں ہے۔ یہ ایک جال کی طرح ہے جس کی تہوں میں صارفیت، علم گیریت، میڈیا اور طاقت کے قطعی منبوں کی ٹوٹ پھوٹ کے حوالے شامل ہیں۔ یہ تمام مراکز کو تحلیل کرتی ہوئی نظر آتی ہے چاہے وہ قوت کے سرچشمے ہوں، ریاست جیسے ادارے ہوں، مذاہب جیسے ضابطے ہوں یا پھر علم کی بالادستی سے قائم کیے گئے بیانیے یا مہابیانیے ہوں۔ اگر یہ کہا جائے کہ مابعد جدیدیت مرکزیت کے خلاف باقاعدہ ایک مزاحمت ہے تو بے جا نہیں ہو گا۔ اس لیے مرکزیت کے ساتھ ساتھ یہ کلیت کی بھی مخالف نظر آتی ہے۔ اگر اس ناول پر غور کریں تو جج نے اپنے فیصلے میں ایک ایسی صورتِ حال کا نقشہ کھینچا ہے اور اسی کے پیشِ نظر وہ اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ سزا کا مستحق روی کنچن نہیں بلکہ کچھ اور عوامل ہیں۔ یہ فیصلہ دیکھیے:

"متھ ٹوٹ رہے ہیں۔ نئے اصول بن رہے ہین۔ ہیلپ لائنز کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ آپ لسبئین ہیں، Gay ہیں تو ہیلپ لائن۔۔۔ ہارمونز نے تیزی سے بدلنا شروع کر دیا ہے۔ صدیوں کا سفر منٹو میں طے کر رہے ہیں۔ بندا انسان پیدا کرے یا انسان بندر، کتا بولنے لگے، بلی دونوں پیروں پر کھڑی ہو کر چلنے لگے، چمگادڑ گیت گانے لگیں۔۔۔ تعریفیں بدل گئیں، سچ کی، جھوٹ کی، غلط کی، جائز کی، ناجائز کی۔۔ کھلونے بدل گئے، ہتھیار آگئے، میزائلز، راکٹ اور بندوق۔۔ ایک طرف بھیانک Reality ہے اور دوسری طرف Fantasy ہے۔ وہ ایک دن دونوں کو ملا دے گا اور خطرناک سیریل Killer بن جائے گا۔ امریکہ سے بھارت تک ایسے سیریل کلر کی کہانیاں دیکھیں، تو آپ کو اس سچ پر یقین آجائے گا یعنی Killing کے لیے نئی نئی فنتاسی کی کھوج۔۔ اور دوسرے ہی لمحے میں نے فیصلہ سنا دیا۔۔۔ روی کنچن بے قصور ہے اور اس پورے معاملے کا اس سے کوئی سروکار نہیں۔ ایک چھوٹے سے پوکے مان کی غلطی کو نظر انداز کرنے میں ہی ہم سب کی بھلائی ہے۔ لیکن اس کے باوجود کوئی نہ کوئی مجرم ضرور ہے اور جو مجرم ہے اسے سخت سے سخت سزا ملنی ہی چاہیے۔ اس لیے۔ میں پورے ہوش و حواس میں یہ فیصلہ سناتا ہوں کہ تعزیراتِ ہند، دفعہ ۳۰۲ کے تحت میں اس نئی ٹیکنالوجی، ملٹی نیشنل کمپنیز، کنزیومر ورلڈ اور گلوبلائزیشن کو سزائے موت کا حکم دیتا ہوں۔ ہینگ ٹل ڈیتھ۔" (۴)

ناول میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ ٹیکنالوجی، بین الاقوامی کمپنیاں، صارفیت کا نظام اور عالم گیریت کی صورتِ حال بنیادی طور پر جدیدیت کی پیداوار ہیں۔ جدیدیت اپنے ان ذرائع سے پوری دنیا میں پھیل گئی اور اب ان کے جو بھیانک نتائج سامنے آئے ہیں مابعد جدید صورتِ حال انہیں یکسر مسترد کرتی نظر آتی ہے۔

مابعد جدیدیت اپنی اصل میں تحرک، پھیلاؤ، انتشار اور تنوع کی قائل ہے۔ وہ کسی ایک مستقل اور مطلق مرکز کی بنیاد پر کسی حقیقت کی قائل ہرگز نہیں ہے۔ وہ میڈیم کی اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تشکیل حقیقتوں کی بات کرتی ہے۔ حقیقت اور فنتاسی کے درمیان معلق انسان کو اہمیت دیتی ہے۔ مثال کے طور پر اس ناول میں پو کے مان کارٹونز کے ذریعے ایک کم عمر بچے کے ذہن میں تشکیلی حقیقتوں کے پیشِ نظر اس کے ایک سماجی عمل کو موضوع بنایا گیا ہے۔ یہاں میڈیم کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر ناصر عباس نیر صاحب نے اس میڈیم کے حوالے سے اپنی کتاب مابعد جدیدیت۔ نظری مباحث میں اہم نکتے کی طرف اشارہ کیا ہے:

"واضح رہے کہ میڈیم غیر جانبدار نہیں ہوتا۔ یہ میڈیم لسانی ہو، برقی ہو یا تصویری ہو یا صوتی ہو، میڈیم کسی چیز کو بعینہ پیش نہیں کرتا۔ وہ چیز کی نوعیت، نہج اور مقاصد کو بدل دیتا ہے۔ اس طرح ہم حقیقت کا براہِ راست نہیں بالواسطہ تجربہ کرتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ ہم Mediated حقیقتوں میں جی رہے ہیں۔" (۵)

یہی وجہ ہے کہ مابعد جدید صورتِ حال ہمیشہ ثقافتی تشکیلی حقیقتوں کی بات کرتی ہے جہاں کچھ بھی معین نہیں۔ وہ نہ معنی کی وحدت پر زور دیتی ہے اور نہ ہی مطلق اکائیوں پر۔ مابعد جدید صورتِ صورتِ حال تو معنی کی تکثیریت کی قائل ہے۔ مرکز کو لامرکز کرتی ہے۔ بیرونی ثقافت یا مہابیانیوں کی بجائے مقامی ثقافت اور چھوٹے بیانیوں کی حمایت کرتی ہے۔ کلیت پسندی کی بجائے تخلیقیت کی جانبدار نظر آتی ہے۔ حقیقت کو اضافی یا تشکیلی سمجھتی ہے۔ متن کے ساتھ بین المتن میں جھانکتی ہے۔ مرکزی متن کی بجائے حاشیائی متن کو اہمیت دیتی ہے۔ متن اور قاری کے تجربے میں فرق کو نشان زد کرتی ہے۔ گویا مابعد جدید صورتِ حال زندگی اور زندگی سے جڑے سماجی عوامل کا مسلسل، متحرک، منتشر، غیر یقینی، لامرکزی، کثیر جہتی اور لایعنی تجربہ ہے جہاں سب اضافی اور تشکیلی ہے۔ اور پو کے مان کی دنیا اس صورتِ حال کی بہترین عکاسی کرتا ہوا ناول ہے۔ جہاں متن کا کردار ہو یا ویلسی اور ریا کا، سنیل کا ہو اسنیہہ کا، روی کنچن کا ہو یا سونالی کا سب کے سب ایک منتشر، لامرکز، کثیر جہتی اور تشکیلی حقیقتوں میں جیتے نظر آتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آئندہ دور کا انسان اس ہر لمحہ بدلتی صورتِ حال میں اپنے اور اپنے معاشرے کے وجود کو کیونکر برقرار رکھ سکے۔

حوالہ جات

۱۔ اقبال آفاقی، ڈاکٹر، مابعد جدیدیت۔ فلسفہ و تاریخ کے تناظر میں، مثال پبلشرز، امین پور بازار، فیصل آباد، ۲۰۱۸، ص:۱۶۷

۲۔ وہاب اشرفی، مابعد جدیدیت۔ مضمرات و ممکنات، پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۰۷، ص:۲۶۹

۳۔ مشرف عالم ذوقی، پو کے مان کی دنیا، صریر پبلی کیشنز، راولپنڈی، ۲۰۱۹ ص:۱۶۲

۴۔ مشرف عالمی ذوقی، پو کے مان کی دنیا، ص:۲۵۷۔۲۶۶

۵۔ ناصر عباس نیر، ڈاکٹر، مابعد جدیدیت۔ نظری مباحث، سنگِ میل پبلی کیشنز، اشاعت سوم، ۲۰۱۸، ص:۱۸